یہاں آپ کی کتاب دلائل النبوۃ کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

اس کتاب میں وہ تمام واقعات و روایات سنداً بیان کی گئی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص و کمالات اور فضائل و مکارم نیز دلائل نبوت اور معجزات وغیرہ سے متعلق ہیں۔ پہلے قرآن مجید کی روشنی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و خصوصیات بیان کیے گئے ہیں اور تائید میں روایات بھی پیش کی گئی ہیں۔ پھر آپؐ کے حسب نسب کی فضیلت اور قدیم کتابوں اور انبیاء کے صحیفوں میں آپؐ کے بارے میں جو پیش گوئیاں ہیں، ان کو ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ کی ولادت سے وفات تک کے تمام حیرت انگیز واقعات اور معجزات اور آپؐ کی پیشنگوئیوں اور امور غیب سے متعلق خبروں کا مفصل تذکرہ ہے۔

دلائل النبوۃ کا پہلا ایڈیشن ۱۳۲۰ھ میں اور دوسرا مکمل اور جامع ایڈیشن ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء میں دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے شائع ہوا ہے۔

امام بیہقی

ولادت ۳۸۴ھ وفات ۴۵۸ھ

احمد نام، ابوبکر کنیت۔

۳۸۴ھ میں خراسان کے شہر نیشاپور کے مضافات موضع بیہق میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے بیہقی کہلائے۔

اساتذہ و شیوخ:

امام صاحب کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔

چند مشہور اساتذہ یہ ہیں:

ابوبکر بن فورک، عبدالرحمٰن اسلمی، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، ابوالحسن محمد بن حسین علوی۔

امام صاحب نے اپنے دو اساتذہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم اور ابوالحسن محمد بن حسین علوی سے بہت زیادہ استفادہ کیا۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج ۳ ص ۳۲۸، ۳۲۹۔ طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۳۔ تاریخ ابن خلکان ج ص ۵۸)

تلامذہ: امام بیہقی کے تلامذہ و مستفیدین کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ بعض تلامذہ کے نام یہ ہیں:

اسماعیل بن احمد (امام صاحب کے فرزند) ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن احمد (امام صاحب کے پوتے) ابوالمعالی محمد بن اسماعیل فارسی، اور ابوعبداللہ محمد فراری۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۱)

طلب حدیث کے لیے سفر:

امام صاحب نے تحصیلِ علم کے لیے متعدد مقامات کا سفر کیا۔ اور وہاں کے اساطینِ فن سے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ نے نیشاپور، خراسان، عراق، حجاز کا سفر کیا۔
(تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۲۹)

حفظ و ثقاہت:

امام صاحب کے حفظ و ضبط، ثقاہت و اتقان پر ائمۂ فن کا اتفاق ہے۔ اربابِ سیر نے آپ کو الحافظ الکبیر کے لقب سے موسوم کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

حدیث میں درجہ و مرتبہ:

حدیث اور اس کے متعلقات پر کمال درجہ کا عبور تھا اور اس وجہ سے آپ کا شمار اکابر محدثین میں ہوتا ہے اور حدیث میں کافی دستگاہ حاصل ہونے پر ان کی شہرت کا دارومدار ہے۔

مورخ ابن خلکان لکھتے ہیں:

غلب علیہ علم الحدیث واشتہر بہ" (ابن خلکان ج ا ص ۳۵)

" ان پر علم حدیث خاص طور سے غالب تھا اور اس میں ان کو نمایاں شہرت حاصل ہوئی"

تذکرہ نویس اس پر متفق ہیں کہ امام بیہقی فنِ حدیث میں یگانہ روزگار اور یکتائے زمانہ تھے۔

دیگر علوم:

علم حدیث کے علاوہ امام بیہقی تفسیر، فقہ، اصولِ فقہ، عربیت، ادب، شعر و سخن اور تاریخ میں امتیازی شہرت کے مالک تھے۔

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں

" وہ علوم و فنون میں اپنے زمانہ اور اپنے معاصرین میں یکتا اور بے نظیر تھے۔
(ابن خلکان ج ا ص ۳۵)

زہد و ورع: امام صاحب عفت و قناعت کا پیکر، پاکیزہ اوصاف کے حامل اور سلف صالحین کا

نمونہ تھے۔ علامہ ابن عبد الغافر فرماتے ہیں:

"امام بیہقی علمائے سلف کی طرح معمولی اور تھوڑی چیز پر قانع اور زہد و ورع میں ممتاز تھے، وفات تک ان کا یہی حال تھا۔" (تبیین کذب المفتری ص ۲۶۷)

امام صاحب کا مسلک:

امام بیہقی شافعی المذہب تھے۔ ان کو اس مذہب سے غیر معمولی شغف تھا۔ اس کی نشر و اشاعت اور تہذیب و تنقیح میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا۔ اس مذہب کو ان کی ذات سے کافی فائدہ پہنچا۔

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے اپنی کتاب ترجمان السنۃ جلد اول صفحہ ۲۷۰ میں امام الحرمین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"مامن شافعی الا والشافعی علیہ منۃ الا البیہقی فان لہ علی الشافعی منۃ لتصانیفہ فی نصرۃ مذہبہ!"

کوئی شافعی ایسا نہیں جس پر امام شافعی کا احسان نہ ہو، سوائے بیہقی کے، کہ بیہقی کا خود امام شافعی پر احسان ہے، اس لیے کہ انہوں نے اپنی تصانیف کے ذریعہ ان کے مذہب کو مضبوط کیا ہے!"

وفات:

۱۰ ارجمادی الاول ۴۵۸ھ کو ۷۴ سال کی عمر میں نیشاپور میں انتقال کیا اور اپنے آبائی گاؤں بیہق میں دفن ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۰۹)

تصانیف:

امام بیہقی مایہ ناز مصنف تھے۔ ان کے فضل و کمال کا بڑا ثبوت ان کی تصنیفات ہیں۔ ان کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر یہاں آپ کی صرف ایک کتاب السنن الکبیر جو کہ سنن بیہقی کے نام سے مشہور ہے، کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔ سنن بیہقی احکامی احادیث پر مشتمل ہے۔ اس کو امام مزنی کی مختصر کی طرح فقہی ابواب پر مرتب کیا گیا ہے۔ علمائے اسلام کا بیان ہے کہ اسلامیات کے ذخیرہ میں ایسی عمدہ اور جامع کتاب نہیں لکھی گئی۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نے اس کو کتب حدیث کے تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

سنن بیہقی کو مصنف کی زندگی میں پوری شہرت و مقبولیت حاصل ہو گئی تھی۔ امام صاحب نے اس کی ترتیب وتالیف اور متون واسناد کی صحت وجودت میں بڑی احتیاط اور نہایت چھان بین سے کام لیا ہے، اہل فن کو اعتراف ہے کہ سنن میں دیدہ دانستہ کوئی موضوع حدیث شامل نہیں کی گئی ہے۔

خصوصیات:

۱۔ سنن بیہقی میں ایسی حدیثیں شامل ہیں جو حدیث کی معروف و معتبر کتابوں میں نہیں ہیں اور بے شمار ایسی احادیث ہیں جو معروف کتابوں میں ہیں لیکن بیہقی کے اسناد و متون میں بعض مفید اضافے ہیں۔

۲۔ تراجم کی کثرت بھی سنن بیہقی کی امتیازی شان ہے۔ انہوں نے ہر ہر مسئلہ کے لیے مستقل اور جداگانہ ابواب قائم کیے ہیں۔ اس کی وجہ سے ایک روایت کے گوناگوں پہلو اور مختلف گوشے سامنے آگئے ہیں۔

۳۔ معانی و مطالب کی وسعت تنوع اور استدلال، استنباط اور استخراج کے لحاظ سے سنن بیہقی بے نظیر کتاب ہے۔ عنوانات اور ابواب قائم کر کے آیات و احادیث سے لطیف استنباطات کیے گئے ہیں۔ بعض ابواب میں حدیثوں سے اتنے دقیق مسائل اور انوکھے استنباطات کیے گئے ہیں جن کی طرف عموماً ذہن منتقل نہیں ہوتا۔ اسی طرح استدلال میں بھی نہایت دیدہ ریزی سے کام لیا گیا ہے۔

۴۔ امام بیہقی جرح و تعدیل کے بھی امام تھے اس لیے اس میں اسانید و متون کے متعلق مبسوط و مفصل کلام کیا گیا ہے اور احادیث و رجال کی قوت و ضعف، جرح و عدالت، صحت و سقم اور ترجیح و تضعیف وغیرہ کے متعلق بڑا وافر مواد جمع کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ناقدین و مبصرین کے اقوال خاص اہتمام سے منضبط کیے گئے ہیں۔ اس طرح اسناد و رجال اور روایات و متون کے بارہ میں اس کے اندر مختلف النوع مفید اور معلومات افزا اضافے اور تصریحات آگئی ہیں۔

سنن کی جامعیت اور عظمت کے بارے میں علامہ ابن صلاح فرماتے ہیں:

"ماتم کتاب فی السنۃ اجمع للادلۃ من کتاب السنن الکبری للبیہقی کانہ لم یترک فی سائر اقطار الارض حدیثا الا وقد

وضعہ فی کتابہ (مقدمۃ ابن صلاح)

"دلائل کے لحاظ سے بیہقی کی سنن کبریٰ زیادہ جامع اور مکمل تصنیف حدیث و سنت کے ذخیرہ میں موجود نہیں۔ گویا امام صاحب نے تمام حدیثوں کو چھان بین کر کے اس میں جمع کر دیا ہے۔"

سنن بیہقی دس جلدوں میں دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن سے ۱۳۴۴ھ تا ۱۳۵۶ھ تک شائع ہوئی۔ اس کی ترتیب و تصحیح مولانا محمد ہاشم ندوی مرحوم نے سرانجام دی۔

(جاری ہے)